Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | الاتوار ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ ۱۶ وفا ۱۳۶۸ ہش ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۶۰

اخبار احمدیہ

لندن ۔ سیدنا وامامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہم خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ صد سالہ جشن تشکر کے سال کے اعتبار سے حضور کی مصروفیات کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ اس میں ممالکِ غیر کے دوروں کی مصروفیات شامل ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے محبوب امام اور آقا کو اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور حضور کے جملہ مقاصدِ عالیہ کو غیر معمولی کامیابی اور سرفرازی عطا کرے۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہماری جماعت کو واجب ہے کہ اب تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے۔ اس وقت زمینی اسباب کچھ کام نہ آوے گا اور نہ منصوبہ اور حجت بازی کام آئے گی۔ دُنیا سے کیا دل لگانا ہے اور اس پر کیا بھروسہ کرنا ہے۔ یہ ہی امر غنیمت ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کی جائے اور اس کا یہی وقت ہے۔ اسکو یہی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کہ خدا سے اسی کے ذریعہ سے صلح کر لیں۔ بہت مرضیں ایسی ہوتی ہیں کہ دلالہ کا کام کرتی ہیں اور انسان کو خدا سے ملا دیتی ہیں۔ خاص ہماری جماعت کو اس وقت وہ تبدیلی یک مرتبہ ہی کرنی چاہیئے۔ جو کہ اس نے دس برس میں کرنی تھی اور کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ان کو پناہ مل سکتی ہے اگر وہ خدا تعالےٰ پر بھروسہ کر کے دعائیں کریں تو اُن کو بشارتیں بھی ہو جائیں گی۔"

(ملفوظات جلد چہارم صـ۲۸۰)

"ہم یہ نہیں کہتے کہ عقل بالکل نکمّی شئے ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے روٹی کے ساتھ سالن کی۔ اس کے سہارے انسان کھانا خوب کھا لیتا ہے۔ ایسے ہی عقل ہے کہ اس سے (ذرا معرفت خدا) میں مزا آجاتا ہے۔ ورنہ یوں (خالی) عقل اس میدان میں بڑی نکمّی ہے۔ خدا کی معرفت دوسرے حواس سے ہے کہ اس میں یہ عقل کوئی کام نہیں کرتی۔ نہ تسلّی دیتی ہے۔ ایک ناکارہ ہتھیار کی طرح ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صـ۲۹۳)

"حشر میں جسم دیئے جائیں گے یہ نہیں کہ یہی ہوگا یا کوئی اور۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تین سال کے بعد پہلا جسم انسانی ضائع ہو جاتا ہے اور اس کا قائمقام نیا آجاتا ہے۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ ایک بدن ملے گا مگر جس طرح اس علیم کے علم میں ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے کہ وہ قادر ہے کہ اس بدن سے بھی کچھ حصّہ اس کو دیدے اور اس کے سوا اور جسم بھی عطا کرے۔ سوائے ذات باری کے کسی کی یہ صفت نہیں کہ ہمیشہ ابدی رہے اور یہ طاقت خدا ہی انسان کو دے گا۔ کہ پھر وہ ابدی بن جاوے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صـ۳۴۹)

سلمیٰ نگہت بنت خالدہ عباسی نے خدا کے فضل سے ۵ سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کیا ہے۔ تمام قارئین الفضل اور جملہ احباب سے درخواست ہے کہ بچّی کو اپنی خاص الخاص دعاؤں میں یاد رکھیں، کہ اللہ تعالےٰ اس کو نیک قسمت اور صحت والی زندگی عطا کرے۔ دین کی سچی خادمہ بنائے۔
الفضل کی توسیع اشاعت میں ایک سو روپیہ ارسال ہے۔

خالدہ عباسی
محلہ دارالصدر شرقی ۱

اسماعیلی برکات

"عید الاضحیہ ہمیں سبق دیتی ہے کہ خدا اور اس کے دین کی خاطر باہر نکل جاؤ اور ویران دنیا کو روحانیت سے آباد کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اسماعیلی برکات سے حصّہ دے گا۔"

(حضرت فضل عمر)

اس پر توکل کریں پھر دیکھیں وہ کس طرح کا خدا ہے

وہ بہت بڑھا کر عطا کرتا ہے۔ کبھی آزمائش میں بھی ڈالتا ہے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کے ارشادات

حضور ایدہ اللہ نے ایک بار دکانداروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے۔ اس پر توکل کریں جتنا خدا دیتا ہے وہ قبول کریں اور اگر آپ خدا کی خاطر بددیانتی سے باز رہیں گے منافع کو مناسب رکھیں گے اور حسنِ اخلاق سے پیش آئیں گے۔ بلکہ اگر کوئی شخص غلط چیز لے گیا ہے اور واپس کرنے آتا ہے تو باوجود اس کے کہ آپ کا دستور نہیں ہے واپس لینا قبول کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں برکت دے گا اور آپ کے نقصان کو بھی فائدے میں بدل دے گا۔ توکل کریں۔ پھر دیکھیں تو سہی اپنے خدا کو کہ وہ کس قسم کا خدا ہے۔ یونہی بدظنیاں کر کر کے اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ حالانکہ بہت ہی محبت کرنے والا خدا ہے۔ بہت بڑھا کر عطا کرتا ہے کبھی تھوڑا سا آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس آزمائش میں پورا اترنے کی کوشش تو کریں۔

پس دکانداروں کو بھی خصوصیت کے ساتھ اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور دیانتداری کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ اگر وہ محض للہ ایسا کریں گے تو ان کے رزق میں برکت ہو گی۔ ان کے ایمان میں بھی برکت ہو گی اور اللہ تعالیٰ ان پر بڑے فضل نازل فرمائے گا۔"

(الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۸۳ء صـ۶)

انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے
(ضمیمہ براہین احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ — ۱۶ وفا ۱۳۶۸ہش — ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء

بدظنی سے بچئے

کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ آپ ان کے منہ پر بھی جو چاہیں کہہ لیں۔ وہ یا تو ترکی بہ ترکی جواب دے دیں گے یا مسکرا دیں گے اور خاموش رہیں گے وہ سمجھتے ہیں کہ مذاق مذاق ہی ہوتا ہے۔ سنجیدہ ہو اور شریفانہ ہو تو یہ زندگی کا نمک ہے اور گفتگو کو شگفتہ بناتا ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ آپ باتیں کر رہے ہیں اور وہ آجاتے ہیں اور آتے ہی بپھر جاتے ہیں کہ تم میرے ہی متعلق باتیں کر رہے ہو تم نے جو ہاتھ کو یوں جھٹکا دیا یہ تم نے میری طرف اشارہ کیا یا میری نقل اتاری ہے۔ آپ انہیں یقین دلانے کی کوشش کیجئے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اسے بھی مذاق ہی سمجھ کر مزید الجھنے لگتے ہیں۔

یہ بدظنی ہے اس سے بچنا ہم سب کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اگر بچا نہ جائے تو دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں دلوں میں غلط جذبے جنم لینے لگتے ہیں۔ اور اچھے بھلے معاشرے میں زہر گھلنے لگتا ہے۔ بس ذرا سی سوچ کی بات ہے۔ بے سوچے سمجھے اور بلا جانے بوجھے دوسروں کی طرف باتیں منسوب کر دینے سے بدظنی کا اظہار ہوتا ہے۔ خود بھی انسان اپنے آپ کو پریشان کرتا ہے اور دوسروں کو بھی۔

ہمارے ہمسائے نے کاغذ جلائے۔ کچھ دیر کے بعد دھواں ہمارے گھر کی طرف آنے لگا۔ اب یہ بات تو ہم کو معلوم ہونی چاہئے کہ دھوئیں پر کس کا کنٹرول ہے۔ اس پر تو کنٹرول ہے تو صرف ہوا کا۔ ہوا ہمارے گھر کی طرف چلے گی تو دھواں اِدھر آئے گا اور اگر دوسری جانب چلے گی تو دھواں اس طرف جائے گا۔ لیکن ہم نے دل ہی دل میں سوچنا شروع کر دیا کہ یہ ہمسائے کیسے ہیں دھواں ہمارے ہی گھر کی طرف بھیجتے ہیں۔ حالانکہ بھیجتے کہاں ہیں وہ تو خود ہی آتا ہے اور خود بھی کہاں آتا ہے اسے تو ہوا اس طرف لاتی ہے۔ تو ہوا نا یہ بھی بدظنی کا ایک پہلو۔ اور اس سے آگے اور کئی پہلو نکلتے ہیں اور ہمارے دل پر زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے ہماری سوچ بدلنے لگتی ہے۔ اپنائیت غیریت میں بدلنے لگتی ہے۔ اور دوستی دشمنی میں۔ بدظنی سے بچا جائے تو اس سب کچھ سے بچا جا سکتا ہے۔

آرزوئیں ہیں قطار اندر قطار
بے شمار و بے شمار و بے شمار
لیکن ان میں اک چہیتی ہے مری
جس میں بستا ہے مرے پیاروں کا پیار

ــــ ابوالاقبال

"میرا خُدا" (جواب دیتا ہے، بولتا ہے)

تمہارا حامی، تمہارا ناصر، تمہارا ہادی وہی خُدا ہے
رحیم ہے وہ، کریم ہے وہ، وہی تو ہر درد کی دوا ہے

وہ اپنے بندے سے روز کہتا ہے، تیری شہ رگ سے بھی قریں ہوں
مَیں قلب میں تیرے جاگزیں ہوں، تو شہر و صحرا میں ڈھونڈتا ہے

وہی بہشتِ بریں ہمارا، جو مشکلوں میں بنے سہارا
اُسے ہے جب بھی کبھی پُکارا، جواب دیتا ہے، بولتا ہے

مُجھے غموں نے کبھی جو گھیرا، تھا زخمی زخمی وجود میرا
کمال شفقت سے اپنے دامن میں اُس نے مُجھ کو چھپالیا ہے

مَیں تشنہ لب زندگی کے صحرا میں جب بھی مایوس ہو گیا ہوں
وہ زم زم رو بادلوں کی مانند اُمنڈ کے آیا، برس گیا ہے

جو اس کی راہوں میں لُٹ گئے ہیں، وہ جن کے گھر خاک ہو گئے ہیں
خدائے واحد نے نام ان کا، کتابِ جنت میں لکھ لیا ہے

اے میرے بھائی، اے میری بہنو! جلے گھروں کا نہ غم منانا
خدا سے ستّر گنا ملے گا، جو ایک گھر تم سے چھن گیا ہے

کبھی وہ شعلۂ طور بن کر، کبھی محمّدؐ کا نور بن کر
وہ حُسنِ کامل مری نگاہوں کو رُوپ اپنا دکھا گیا ہے

اے میرے خالق، اے میرے مالک، دعائیں سُن التجائیں سُن لے
میں عاشقِ نامِ مصطفےٰ ہوں، یہی منیرہ مری "خطا" ہے

ــــ سیّدہ منیرہ ظہور ــــ

"اے لوگو! خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کر لو اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں انہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے"

(ایام الصلح ص ۱۰۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا خلیل احمد قمر۔ وقف جدید

حضرت فضلِ عمر اور قائداعظم محمد علی جناح

ملاقاتیں۔ رابطے۔ اور خط و کتابت

قائداعظم محمد علی جناح مسلمانانِ ہند کے عظیم لیڈر تھے۔ آپ نے ہمیشہ اصولوں پر مبنی سیاست کی۔ اور سیاست کے لئے کبھی بھی غیر آئینی حربے استعمال نہیں کئے۔ ہمیشہ ملکی قانون کے اندر رہتے ہوئے آئینی ذرائع اختیار کرکے مسلمانان ہند کے حقوق کا تحفظ فرمایا۔ آپ نے ۱۹۰۵ء میں کانگریس کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوگئے اور ۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں جب تحریک خلافت، تحریک ہجرت اور عدم تعاون کا آغاز ہوا تو قائداعظم ان تحریکوں سے کلیتہً الگ رہے بلکہ آپ نے مسلمان ہند کو ان تحریکوں کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور مسلمانوں کو ان تحریکات میں حصہ لینے سے روکنے کی مقدور بھر کوشش کی۔ مگر ان پُرجوش تحریکات کے زمانہ میں ہوش کی باتیں کون سنتا تھا۔ اسوقت مسلمانان ہند ہندوؤں کے سحر میں گرفتار ہو چکے تھے۔ جناح کی بات سننے والا کوئی نہ تھا۔ چنانچہ ایسے حالات نے جناح کو پس منظر میں جانے پر مجبور کر دیا۔ مگر جہاں بھی موقعہ ملتا۔ آپ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے اور انکو غلط طور طریقے اختیار کرنے پر متنبہ کرتے رہتے۔

قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد بھی مسلمانوں کے حقوق کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے آپ بھی مسلمانوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے آئینی ذرائع اختیار کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ نے مسلمانان ہند کو تحریک خلافت، تحریک ہجرت اور عدم تعاون کی تحریک کے خطرناک عواقب سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ان تحریکات میں حصہ لینے سے ہندو کو فائدہ ہوگا۔ کانگریس کو تقویت پہنچے گی۔ مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت نہیں کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں کے ہجرت کرنے کے نتیجہ میں ہندو ان کی جائیداد پر قابض ہو جائے گا۔ ملازمتوں میں جہاں مسلمان پہلے ہی کم ہیں۔ عدم تعاون کی تحریک کے نتیجے میں ہندو آگے آجائے گا۔ جہاں قائداعظم محمد علی جناح کی باتوں پر کسی نے کان نہ دھرا وہاں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی باتوں کو بھی کسی نے اہمیت نہ دی۔

ان حالات میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد فضل عمر، قائداعظم کی قومی خدمات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت فضل عمر نے ۱۴ نومبر ۱۹۲۳ء کو بریڈلا ہال لاہور میں ایک تقریر فرمائی جس میں مسلمانوں کو مسٹر جناح اور راجہ صاحب محمود آباد سے بے التفاتی برتنے پر سخت اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایک زمانہ تھا۔ جب مسلمان انکی بہت بڑی قدر کرتے اور ان کو اپنا لیڈر سمجھتے تھے مگر اب یہ حالت ہے کہ ان کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے ــــ اس طرح مسلمان نقصان اٹھا رہے ہیں"۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جون ۱۹۲۴ء ص۲۲)

مسٹر محمد علی جناح کی خدمات ہی کا اثر تھا کہ حضور کو نہ صرف ان کی ذات سے بلکہ مسلم لیگ سے بھی گہری ہمدردی پیدا ہو چکی تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ یہ واحد سیاسی ادارہ تھا جو مسلمانان ہند کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے لئے کوشاں تھا اور صحیح سمت میں مسلمانوں کی راہنمائی کر رہا تھا۔ حضور کی ازحد خواہش تھی کہ مسلم لیگ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط مستحکم اور فعال بنایا جائے حضور کی مسلم لیگ میں دلچسپی کے پیش نظر ہی مسلم لیگ کی استقبالیہ کمیٹی نے حضور کو مسلم لیگ کے اجلاس لاہور منعقدہ ۲۲ مئی ۱۹۲۴ء میں شرکت کی خاص طور پر دعوت دی تھی۔ حضور چونکہ سفر یورپ پر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس لئے اجلاس میں شامل نہ ہو سکے مگر حضور نے اس وقت کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ "اساس الاتحاد" کے نام سے ایک کتابچہ تصنیف فرمایا جس میں مسلم کی تعریف کی گئی تھی اور مسلم لیگ کو مسلمانوں میں مقبول بنانے کے لئے یہ لائحہ عمل تجویز کیا کہ:۔

"پس ضروری ہے کہ مسلم لیگ کے دروازے ہر ایک فرقہ کے لئے کھلے ہوں جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے خواہ اس کو دوسرے فرقوں کے لوگ مذہبی نقطۂ نگاہ سے کافر ہی سمجھتے ہوں اور اس کے کفر پر تمام علماء کی مہریں ثبت ہوں۔"

(اساس الاتحاد ص۱۳، ۱۴)

حضرت فضلِ عمر نے ۱۱ ستمبر ۱۹۲۷ء کو الفنسٹن ہال میں نواب سر ذوالفقار علی خاں کی صدارت میں ایک بصیرت افروز لیکچر دیا جس میں جہاں آپ نے مختلف امور کی طرف مسلمانانِ ہند کو توجہ دلائی وہاں آپ نے قائداعظم محمد علی جناح کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کا احترام کرنے کی تاکید فرمائی۔

"جناح صاحب اس وقت سے مسلمانوں کی خدمت کرتے آئے ہیں کہ محمد علی صاحب (جوہر۔) ابھی میدان میں نہ آئے تھے ــ میں ان (جناح۔) کی خدمات کے باعث ان کو قابلِ عزت اور قابل ادب سمجھتا ہوں۔ جب تک مسلمانوں میں یہ احساس نہ ہو کہ خدمت کرنے والوں کی خدمات کا اعتراف کریں۔ اور ان کا ادب کریں اس وقت تک ان میں قومی وقار پیدا نہ ہوگا"۔

(لیکچر شملہ ص۱۹-۲۰)

ہندو مسلم کانفرنس

ہندوستان میں ہندو مسلم مناقشات دور کرنے کے لئے وائسرائے نے ہندو مسلم اتحاد کانفرنس بلائی۔ جس کا پہلا اجلاس ۳۰۔ اگست ۱۹۲۷ء کو شملہ میں ہوا۔ اس اجلاس میں محمد علی جناح۔ سر عبدالقیوم۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد۔ سر عمر حیات ٹوانہ۔ سر ذوالفقار علی خان۔ مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت علی۔ مولوی ظفر علی خاں۔ ہندوؤں میں سے۔ پنڈت مدن موہن مالویہ۔ ڈاکٹر مونجے۔ لالہ لاجپت رائے مسٹر سری نواس آئینگر وغیرہ شامل ہوئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے گرما گرم بحثیں اور تقریریں ہوئیں۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد نے اس اجلاس میں شریک ہوکر اتحاد کے صحیح طریق پر تقریر فرمائی اور مسلمانوں کے اقتصادی حقوق کی حفاظت پر زور دیا۔ اتحاد کے اصولوں پر مفصل غور کے لئے ۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو دوسرا اجلاس مقرر ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے بیس تجاویز پیش فرمائیں۔

اس دن شام کو ہندو مسلم اتحاد کا تیسرا اجلاس قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں ہوا۔ جس میں کانفرنس کے لئے ایجنڈا تیار کرنے کے لئے مشترکہ سب کمیٹی کے قیام کی تجویز ہوئی۔ حضرت فضلِ عمر بھی اس کے ممبر نامزد ہوئے۔ یہ کانفرنس کئی روز تک جاری رہی۔ اسی دوران قائداعظم سے حضرت فضل عمر کی ایک تفصیلی ملاقات ہوئی اس کانفرنس کے دوران ایک مرحلے پر حضور نے جداگانہ انتخاب کے حق میں ایک پر زور تقریر فرمائی۔ اس اجلاس کے آخر میں قائداعظم نے فرمایا۔

"مجھے ان تقریروں سے قوم کی اکثریت کا جداگانہ انتخاب کے حق میں ہونا معلوم ہوگیا ہے۔ جب ہندوؤں کے ساتھ فیصلہ کرنے کا موقع آئے گا تو میں ان کی رائے کا خیال رکھوں گا"۔

(ہماری ہجرت اور قیام پاکستان ص۱۶ از حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب)

اس ضمن میں قابلِ غور امر یہ ہے کہ جناب قائداعظم اسوقت تک جداگانہ انتخاب کے حق میں نہیں تھے۔ حضور کے زبردست دلائل نے ان کی رائے کو بدل کر رکھ دیا اور آنے والے واقعات نے ثابت کیا کہ جداگانہ انتخاب نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ حضرت فضلِ عمر اس سفر شملہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں۔

"اس سال میں نے شملہ کا سفر اختیار کیا ــــ مسز نیڈو جو مشہور عورت لیڈر ہے انہوں نے ذکر کیا۔ میں ایک موقعہ پر مسٹر محمد علی جناح سے ملی تو انہوں نے کہا احمدی جماعت میں کام کرنے کی عجیب روح ہے۔ اسمبلی میں مسودہ پیش ہوتا ہے مگر اس کے متعلق بہت سے اسمبلی کے ممبروں کو اتنی فکر نہیں جتنی ان لوگوں کو ہے۔ ان کے آدمی نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن ہر وقت ہمارے پاس پہنچ جاتے ہیں اور اپنا مشورہ پیش کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب مجھے مسودہ ملا تو میں نے راتوں رات آدمیوں کو اسمبلی کے بعض ممبروں کے پاس بھیجا کہ انہیں اس کے متعلق ضروری باتیں بتاؤ۔

اس اثنا میں شملہ میں اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی جس کا مجھے ممبر بنایا گیا اس طرح مجھے ہندو مسلمان لیڈروں کے ساتھ مل کر کام کرنا پڑا جس سے کئی فائدے ہوئے"۔

(تقریر دلپذیر ص۱۵-۱۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مسٹر جناح اور مولانا محمد علی سے پچھلے دنوں شملہ میں مجھے شناسائی ہو چکی ہے اور یونیٹی کانفرنس (اتحاد کانفرنس) اور قانون حفاظت مذاہب کے متعلق گھنٹوں ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں مسٹر جناح کو ایک بہت زیرک قابل اور مخلص خادم قوم سمجھتا ہوں اور ان سے مل کر مجھے بہت خوشی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی۔ میرے نزدیک وہ ان چند لوگوں میں سے ہیں جنھیں اپنے ذاتی عروج کا اس قدر خیال نہیں جس قدر کہ قومی ترقی کا ہے۔"

(مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت ص۹)

حضرت فضل عمر نے مسلمانانِ ہند کو قائد اعظم کا ادب و احترام کرنے کی نصیحت فرمائی مگر مسلمانانِ ہند میں سے کانگریس اور کانگریس نواز۔ جمعیت العلماء، مومن کانفرنس۔ احرار وغیرہ تنظیموں نے قائداعظم کے خلاف محاذ بنا لیا اور یہ سلسلہ اس قدر بڑھا کہ آخر قائداعظم نے ہندوستان کی سیاست کے ہاتھوں تنگ ہو کر انگلستان میں مستقل رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ قائداعظم گول میز کانفرنس ۱۹۳۰ء کے بعد لندن میں ہی ٹھہر گئے۔ ہندوستان میں مسلم حقوق کے تحفظ کی تحریک کو اس سے بڑا نقصان ہوا۔ کانگریس اور کانگریس نواز ملتے۔ ہندوستانی سیاست سے محمد علی جناح کی غیر حاضری پر بہت خوش تھے کہ اب ہندوستان پر کانگریس کی حکومت کا وقت آ گیا ہے۔ اس نازک موقعہ پر حضرت فضل عمر کا دل تڑپ اٹھا۔ چنانچہ آپ نے احمدیہ مشن لندن کے امام مولانا عبدالرحیم صاحب درد کو دوبارہ لندن بھجوایا۔ وہاں درد صاحب نے قائداعظم کو دوبارہ سیاست میں حصہ لینے پر اصرار کیا اور ان سے اس سلسلے میں کئی ملاقاتیں کیں۔ اس وقت قائداعظم ہندوستان کی سیاست کو خیر آباد کہہ چکے تھے۔ درد صاحب اور دیگر لوگوں کی کوششوں سے قائداعظم ہندوستانی سیاست میں واپس آنے پر راضی ہو گئے اور اس کی ابتدا کے طور پر جماعت احمدیہ کے مرکز بیت الفضل لندن میں عید الاضحیہ کے موقعہ پر "ہندوستان کا مستقبل" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جماعت احمدیہ مشن لندن نے قائداعظم کو سٹیج مہیا کر دیا جس سے قائداعظم اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اس کے بعد قائداعظم واپس ہندوستان تشریف لے آئے اس سلسلہ میں تحریک پاکستان کے مشہور کارکن اور صحافی میاں محمد شفیع المعروف (م۔ش) اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں۔

"مسٹر جناح ہندوستان کی گندی سیاست سے اس قدر بد دل ہو گئے اور رائے عامہ کے ہندوستانی لیڈروں سے اتنے برگشتہ خاطر ہوئے کہ انہوں نے ہندوستانی سیاست سے ریٹائر ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا یہ مسٹر لیاقت علی خاں اور مولانا عبدالرحیم درد امام (بیت الفضل) لندن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح پر زور دیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آکر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح ۱۹۳۴ء میں ہندوستان واپس آ گئے۔"

(پاکستان ٹائمز ۱۱ ستمبر ۱۹۸۱ء قائداعظم سپلیمنٹ ص ۱۱ کالم ۱)

جب ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ اس اہم موقعہ پر حضرت فضل عمر نے دو افراد پر مشتمل احمدیہ وفد بھجوایا جو حضرت عبدالرحیم صاحب نیر اور محترم مولانا محمد یار عارف پر مشتمل تھا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے جب مسلم لیگ کی حمایت کے اعلانات اور ارادے سامنے آئے تو قائداعظم سے ۲۳ مئی ۱۹۴۴ء میں سری نگر کشمیر کے دورہ کے دوران ایک پریس کانفرنس میں ایک صحافی نے احمدیوں کی مسلم لیگ میں شمولیت کے بارے میں سوال کیا۔ قائداعظم نے اس موقعہ پر اپنا اصولی موقف قائم رکھا اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا

"مجھ سے ایک پریشان کن سوال پوچھا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے مسلم لیگ کا ممبر کون بن سکتا ہے۔ یہ سوال خاص طور پر قادیانیوں کے سلسلہ میں پوچھا گیا میرا جواب یہ ہے کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین کا تعلق ہے اس میں درج ہے ہر مسلمان بلا تمیز عقیدہ و فرقہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ مسلم لیگ کے عقیدہ پالیسی اور پروگرام کو تسلیم کرے۔ رکنیت کے فارم پر دستخط کرے اور دو آنے چندہ ادا کرے وہ فرقہ وارانہ سوالات نہ اٹھائیں بلکہ ایک ہی پلیٹ فارم پر ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اس میں مسلمانوں کی بھلائی ہے۔"

(اخبار اصلاح سری نگر ۱۳ جون ۱۹۴۴ء)

اس کے بعد ۳۰ جولائی ۱۹۴۴ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا۔ سبجیکٹ کمیٹی میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے قادیانیوں کو مسلم لیگ سے خارج کرنے کی تجویز پیش کی سبجیکٹ کمیٹی نے اس تجویز کو رد کر دیا۔

جب اجلاس شروع ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونی نے اجلاس میں کھڑے ہو کر احمدیوں کے خلاف قرارداد پیش کرنی چاہی۔ چونکہ ایجنڈے میں یہ تجویز شامل نہیں تھی اس لئے قائداعظم نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔

اصلاح معاشرہ

ملک کی روشن پیشانی داغدار مت کیجئے

قمر داؤد کھوکھر

گذشتہ دنوں الفضل میں یہ افسوسناک خبر شائع ہوئی ہے کہ بعض شر پسند عناصر نے نواب شاہ میں احمدیہ بیت الذکر پر حملہ کر کے اسے توڑ پھوڑ دیا۔ عبادت کرنے والے احمدی افراد کو زدوکوب کیا اور وہاں موجود فرنیچر اور کتب کو آگ لگا کر تباہ و برباد کر دیا۔ اس سے قبل ننکانہ اور اس کے نواحی چک میں جو کچھ ہوا یہ واقعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

جماعت احمدیہ ایک خالصۃً مذہبی جماعت ہے جس کی تعداد دنیا کے بیسیوں ممالک میں ایک کروڑ سے متجاوز ہو چکی ہے۔ شر پسند عناصر کا یہ حملہ صرف نواب شاہ کے احمدیوں پر نہیں بلکہ یہ حملہ اس پر امن جماعت کے ہر فرد پر کیا گیا ہے اور یہ زخم جماعت احمدیہ کے جملہ افراد کے قلوب پر پڑے ہیں۔ جن کا درد ہر احمدی محسوس کرتا ہے۔

یہ واقعہ کسی فوری اشتعال انگیزی کا نتیجہ نہیں بلکہ بد قسمتی سے ہمارے ملک میں ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو وقتاً فوقتاً علی الاعلان جماعت احمدیہ اور افرادِ جماعت کے خلاف اشتعال انگیزی پھیلاتا رہتا ہے۔ اخلاق کا درس دینے والوں کی زبانیں انگارے برساتی اور جماعت کے افراد کے قتل پر اکساتی ہیں۔ اور یوں سادہ لوح عوام کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارے جاتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ نواب شاہ ایسے واقعات کی صورت میں سامنے آتا رہتا ہے۔

جہاں تک اختلافِ خیالات و افکار و عقائد کا تعلق ہے تو یہ ہر معاشرہ میں کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہوتے ہیں۔ لیکن خیالات کے اختلاف کے اظہار کا یہ طریق اتنا بھیانک، خوفناک، اور گھناؤنا ہے کہ کوئی شریف انسان اس کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر اسی قسم کے ناپاک اور قابل مذمت واقعات کا سلسلہ چل نکلے اور طول پکڑ جائے تو پھر کسی انسان کی زندگی بھی محفوظ نہ رہے۔ اس طرح نہ صرف افراد کی زندگیاں متاثر ہو کر خطرہ میں پڑ جاتی ہیں۔ بلکہ ملک کے امن و امان میں بھی خلل واقع ہو جاتا ہے۔

مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو اسلام ہر فرد بشر کو حریت ضمیر کا حق دیتا ہے جو شخص یا کوئی گروہ کسی فرد بشر سے اس کے اس حق کو چھینتا ہے تو وہ اسلامی معاشرہ کے اس بنیادی اصول کو نہ صرف توڑتا بلکہ اسے تہہ و بالا کر کے رکھ دیتا ہے۔ ہمارے ملک میں جس طرح مذہب سے کھیلا جا رہا ہے یہ نہ ہمارے ملک کے لئے مفید ہے نہ ہی مذہب کے لئے کسی خیر و برکت کا موجب بن سکتا ہے۔ نہ تو اسے دین کی خدمت کا نام دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے دین کا نام سر بلند ہو سکتا ہے۔

اسی قسم کے واقعات کا جو گذشتہ دنوں منظر عام پر آئے ایک افسوسناک پہلو یہ بھی سامنے آتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی مارشل لائی دورِ حکومت میں یا آمریت کے دور میں نہیں بلکہ جمہوری حکومت کے قیام کے بعد عوام کے منتخب شدہ نمائندوں کی حکومت کے دور میں ہو رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ جمہوریت کی بحالی کے بعد اس قسم کے واقعات میں کمی آتی یا ان کی روک تھام ہوتی ان میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ان واقعات میں ملوث افراد نہ تو پکڑے جاتے ہیں اور نہ ہی ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جاتی ہے۔ ایسا کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ ان واقعات کے بعد ہمارے ملک عزیز سے متعلق باہر کی دنیا کیا سوچے گی؟ کیا رائے قائم کرے گی؟ کیا ملک کی روشن پیشانی ان مذمومہ واقعات سے داغدار نہیں ہوتی۔ کیا انسانیت اور شرافت کی قبا کا دامن تار تار نہیں ہوتا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کی بجائے قانون کی بالادستی کو قائم کرے اور قانون کو ہاتھ میں لینے والے افراد کا سخت محاسبہ کرے۔ اور دوسری طرف ملک کے محبِ وطن شہریوں کو بنیادی حقوق سے محروم کرنے کی بجائے ان کے حقوق کی حفاظت اور ان کے جان و مال کا تحفظ فراہم کر کے ملک کی روشن پیشانی کو داغدار ہونے سے محفوظ رکھے کہ ایک منتخب جمہوری حکومت سے ملک کے پر امن اور محبِ وطن شہری انہی باتوں کی توقع رکھ سکتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طب و صحت

حکیم نذیر احمد ساجد حیدر آباد سندھ

ریفلیکسولوجی

REFLEXOLGY

ایک نیا طریق علاج

آج سے تقریباً گیارہ سو سال پہلے اندلس کے مشہور طبیب ابو بکر محمد بن زکریا رازی (پیدائش ۸۵۰ء وفات ۹۳۲ء) جو اپنی طبی مہارت کا شہرہ رکھتا تھا اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے ایک دفعہ ایک شخص کو جو قرطبہ کے راستے پر بیہوش ہو کر گر پڑا تھا اور جسے لوگ مردہ سمجھ بیٹھے تھے اس طرح زندہ کیا کہ اس کے تمام جسم پر علی الخصوص تلوؤں پر زور زور سے درخت کی لکڑیاں لگوائیں۔

(تمدن عرب ص۴۷۹)

اس طرح کا ایک دوسرا طبی واقعہ جو آج سے تقریباً ۹۰۰ سال پہلے ایک بہت بڑے طبیب کے متعلق بیان کیا جاتا ہے اس طبیب کا نام اسمٰعیل تھا اور یہ ۱۰۹۶ء تا ۱۱۵۷ء میں گزرا ہے اور اس وقت کے مشہور شہر ہرات میں رہتا تھا یہ بہت بڑا فاضل طبیب اور معالج تھا اور بہت سے مایوس مریضوں کا کامیاب علاج کر کے شہرت حاصل کر چکا تھا۔ ایک دن وہ قصابوں کے بازار سے گذر رہا تھا۔ اس نے دیکھا ایک نوجوان قصاب بھیڑ کے سالم بچے کو آگ پر بھون رہا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اس کے پیٹ سے گرم گرم چربی نکال کر کھاتا جا رہا ہے۔ معالج اسمٰعیل نے جب یہ دیکھا تو اس نے ایک دوکاندار کو جو قصاب کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا کہا۔

"جب یہ قصاب مر جائے تو اسے دفن کرنے سے پہلے مجھے ضرور اطلاع دینا"

اس واقعہ کے پانچ چھ ماہ بعد وہ نوجوان قصاب بغیر کسی وجہ اور بیماری کے مر گیا۔

اس دوکاندار کو طبیب کی بتائی ہوئی بات یاد آگئی اور وہ طبیب کو یہ اطلاع دینے کیلئے بھاگا۔ تب اس طبیب نے اپنی چھڑی اٹھائی اور وہ اس قصاب کے گھر گیا۔ اس نے مردے کے اوپر سے کپڑا ہٹایا۔ اس کی نبض دیکھی۔ پھر اس نے کسی سے کہا کہ چھڑی سے قصاب کے پاؤں کے بالائی حصہ پر چوٹیں لگائی جائیں۔ ایک گھنٹہ اس طرح پیٹنے کے بعد اس نے کہا بس اب کافی ہے۔ پھر اس نے سکتہ کا علاج شروع کیا اور تیسرے دن وہ مردے کو ہوش میں لے آیا۔ (مسلمانوں کی طبی خدمات ص۲۱)

شاید قارئین کے لئے یہ بات دلچسپی کا باعث ہو کہ آج امریکہ میں اسی طریق علاج کو ریفلیکسس تھیوری کا نام دیا جا رہا ہے۔ اور اسے ایک مؤثر اور جدید علاج تصور کیا جا رہا ہے۔

ریفلیکسس (REFLEXUSES) جو پاؤں میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں کچھ بیکار مادوں (WASTE MATTERS) کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ جن کو کرسٹلز کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ ریفلیکسز جسم کے مختلف حصوں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ جسم کے کسی بھی حصے میں بگاڑ کا ان ریفلیکسز کے دکھنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

یہ کرسٹلز دوران خون میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ جس سے انجماد خون واقع ہو جاتا ہے۔ جب پاؤں کے دکھتے ہوئے ریفلیکسز پر دباؤ ڈال کر مساج کیا جائے تو ایک برقی رو پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایسی قوت ہے جس کا اثر مریض پر فوری ہوتا ہے۔ اور خاص طور پر حساس قسم کے اشخاص پر یہ احساس نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

ریفلیکسس (REFLEXUS) دراصل ایک لاطینی لفظ کا ماخذ ہے۔ اس کا مطلب ہے پیچھے کی طرف جھکنا، طبی اصطلاح میں یہ وہ حالت ہے کہ جب جسم کے کسی ایک حصے کی تحریک جسم کے کسی دوسرے حصہ پر اپنا ردعمل ظاہر کرے۔ عموماً یہ عمل اسوقت ظاہر ہوتا ہے جب یہ دونوں حصے ایک ہی عصبی راستے پر واقع ہوں۔

ریفلیکسولوجی میں اگر پاؤں کے کسی مخصوص حصہ کو دبا کر مساج کیا جائے تو اس سے صحت انسانی پر حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ قدیم اطباء کے نقطہ نظر سے مردے گویا نئی زندگی پاتے ہیں۔

تاہم امریکہ میں ابھی یہ علاج ابتدائی مراحل میں ہے اور پوری حقیقت ابھی تحقیق طلب ہے۔ مغربی دنیا میں اس کی ابتداء ہو چکی ہے۔ اور وہاں اس طریق علاج سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ اور بہت سے ایسے مریض صحتیاب ہو گئے ہیں جو پہلے لاعلاج قرار دیئے جا چکے تھے۔

یہ طریق علاج بہت آسان ہے۔ اور معمولی محنت سے اس میں مہارت حاصل کی جا سکتی ہے۔ شاید ہم نے اپنے ملک میں اس طریق علاج پر غور و فکر نہیں کیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی مریض کی ڈوبتی ہوئی نبضوں یا عام بے ہوشی میں غیر شعوری طور پر ہاتھ اور پاؤں کے تلوؤں کی مالش کی جاتی ہے۔ اس طرح اکثر مریضوں کی حالت سنبھل جاتی ہے اور وہ ہوش میں آ جاتے ہیں۔ ریفلیکسولوجی انسانی صحت کی بحالی تجربات کے مطابق ریفلیکسز کے عمل سے پیدا ہونے والی برقی قوت لمفاوی (LYMPHATIC SYSTEM) کے راستے پورے جسم کو بھرپور طور پر فعال بنا دیتی ہے۔ مناسب دباؤ یا مساج سے کرسٹلز بتدریج ختم ہو کیلئے ایک بہت مؤثر طریق علاج ہے کچھ ماہرین کے جاتے ہیں۔ رکا ہوا دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ جسم کے ناکارہ مادے لمفاوی نظام کے راستے خارج ہو جاتے ہیں اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس طریق علاج کو عموماً ہفتہ میں دو بار دہرایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہر طبیب اور ڈاکٹر کے لیئے لازمی ہے کہ وہ تشریح بدن اور فزیالوجی سے بخوبی آگاہ ہو اسے یہ بھی علم ہونا چاہیئے کہ پاؤں میں پائے جانے والے ریفلیکسز کے مقامات کہاں کہاں واقع ہیں۔ اور ان کا تعلق جسم کے کس کس حصہ سے ہے ہر معالج کے لیئے ضروری ہے کہ وہ پورے پاؤں کو ٹٹول کر ان ریفلیکسز میں بخوبی مہارت اور تجربہ حاصل کرے اور انہیں مساج سے درست کرنے کی کوشش کرے۔ یہاں تک کہ ہر عارضہ کے علاج میں ماہر ہو جائے۔

اسی طرح مساج سے عمومی صحت پر بھی بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور آپ پورے جسم کا علاج کر سکتے ہیں۔ اور شاید ہر قسم کے جسمانی، ذہنی اور جذباتی عوارض سے نجات دلا سکتے ہیں۔

انسانی پاؤں کی ساخت قدرت کا ایک شاہکار ہے۔ پاؤں کی ہڈیوں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ پورے بدن کا بوجھ اٹھاتی ہیں اور ان میں ایک حد تک لچک بھی موجود ہوتی ہے۔ پاؤں میں اعصاب اور لمفاوی گلینڈ بھی بکثرت موجود ہوتے ہیں۔ پاؤں کا مساج کرتے وقت ان پر زیادہ دباؤ ڈالنا پڑتا ہے۔ اس سے اچھے نتائج نکلتے ہیں۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ مساج یا دباؤ میں پاؤں زخمی نہ ہونے پائے۔ پاؤں کا مساج تقریباً نصف گھنٹہ تک کیا جاتا ہے۔

یہ بھی دیکھ لیں کہ پاؤں کی ساخت دبلی ہے یا موٹی۔ دبلے پتلے پاؤں کے مساج میں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ البتہ موٹے اور چربیلے پاؤں کو زیادہ دبانا پڑتا ہے۔

جس طرح جسم کے اطراف کو مختلف فرضی خطوط میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی طرح ہر پاؤں کو بھی پانچ پانچ اطراف میں تقسیم کیا ہے۔ یہ تقسیم جسم کے خط وسطی کی طرف سے شروع ہوتی ہے۔ مثلاً انگوٹھا نمبر ایک سے شروع ہوتا ہے اور سب سے چھوٹی انگلی نمبر ۵ پر ختم ہوتی ہے

ہر ڈاکٹر کیلئے ان حصوں کا جاننا ضروری ہے۔ تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ جسم کے مختلف اعضاء کے مراکز کس حصہ میں واقع ہیں۔ دونوں پاؤں آپس میں ملا لیں اسے سارا بدن تصور کریں۔ دونوں پاؤں پورے جسم کی نمائندگی کرتے ہیں۔

مساج دائیں پاؤں سے شروع کیا جاتا ہے۔ اور پھر بائیں پاؤں کا مساج کیا جاتا ہے۔ مساج کیلئے ہاتھوں کے انگوٹھے اور انگلیاں استعمال کر سکتے ہیں۔

مریض اور مرض کی پوری ہسٹری معلوم کرنے کے بعد مساج کریں۔

یہ بات یاد رہے کہ انسانی ہاتھوں میں بھی اسی قسم کے ریفلیکسز موجود ہوتے ہیں۔ جسم انسانی میں بعض گلینڈز ایسے پائے جاتے ہیں جن میں سے مخصوص قسم کا جوہر نکلتا ہے اس جوہر کو ہارمون کہتے ہیں یہ ہارمون خون میں شامل ہو کر اپنے مختلف اثرات دکھاتے ہیں۔ ان ہارمونز کی کمی بیشی سے کئی ایک امراض جنم لیتے ہیں۔

جسم کے اندر پائے جانیوالے گلینڈز یہ ہیں۔

پچوٹری گلینڈ، تھائیرائیڈ گلینڈ، پیرا تھائیرائیڈ گلینڈ، سپرارینل ایکسٹیز، اوریز پینکریاس،

پچوٹری گلینڈ سے ایسے ہارمون پیدا ہوتے ہیں جن کو ٹرافک ہارمون (T-H) کہتے ہیں۔ یہ ہارمون جسم کے دوسرے تمام گلینڈز کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اور خون کے ساتھ مل کر جسم کی ساختوں کو مختلف کام کرنے کیلئے ابھارتے ہیں۔ یہ تمام گلینڈز کے لئے بطور لیڈرز کام کرتے ہیں پچوٹری گلینڈ کے ریفلیکسز کو مساج کرنے سے بہت سے عوارض کا تدارک ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سپرارینل گلینڈ اور جنسی گلینڈ کے مراکز کے مساج سے خاطر خواہ نتائج نکلتے ہیں۔

صرف پاؤں کی انگلیوں پر پائے جانیوالے ریفلیکسز سے جن عوارض کا تدارک کیا جا سکتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں

آدھے سر کا درد، کثرت کار کی وجہ

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

قصہ ایروگرام کا

از م۔ م۔ چوہدری

محترم جناب مدیر صاحب روزنامہ الفضل۔ ربوہ

یکم جولائی سنہ ۱۹۸۹ء کے پرچہ میں آپ نے ایروگرام کے آغاز کی دلچسپ کہانی لکھی ہے۔ پڑھ کر بہت لطف آیا۔ واقعی ایروگرام کی ایجاد نہایت مفید ہے۔ کم خرچ ہے اور مختصر حالات بڑے محفوظ طریق سے اسکے ذریعہ بہ آسانی دنیا کے ہر خطہ میں پہنچائے جاسکتے ہیں۔

میں بھی آپ کے قارئین کے لئے ایک واقعہ درج کر رہا ہوں جو آپ بیتی کا رنگ رکھتا ہے اس کا تعلق ہمارے ربوہ کے ڈاک خانہ سے ہے۔ اس لئے اپنی نوعیت کا شاید یہ منفرد واقعہ ہو۔

گزشتہ ماہ میں نے ربوہ کے مرکزی ڈاک خانہ سے پانچ پانچ روپے والے دس ایروگرام طلب کئے۔ پچاس روپے کے عوض مجھے دس ایروگرام دے دیئے گئے۔ اوپر والے ایروگرام پر پانچ روپے ہی لکھے ہوئے تھے۔ اس لئے میں انہیں گن کر گھر لے آیا۔ اور یہی سمجھ بیٹھا کہ ہر ایروگرام پر پانچ روپے ہی لکھے ہونگے۔

میرے بچے مغربی افریقہ میں جماعتی خدمات بجالا رہے ہیں۔ میں انہیں خط لکھتے وقت پانچ روپے کا ایروگرام ہی استعمال کرتا ہوں۔ ایک ایروگرام پر میں نے اپنا پتہ لکھا۔ جب اپنے بیٹے کا پتہ لکھنے لگا۔ تو میری نظر اوپر والے حصہ پر جا پڑی۔ میں یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ اس پر پانچ روپے کی بجائے نوے پیسے چھپے ہوئے تھے۔

پھر میں نے دوسرے اور تیسرے ایروگرام کو غور سے دیکھا۔ ان پر بھی نوے پیسے لکھے تھے۔ معلوم یہ ہوا کہ کلرک صاحب نے اوپر پانچ روپے کا ایروگرام رکھ کر نیچے والے نو ایروگرام نوے پیسے والے دے دیئے تھے۔ مجھے چاہیئے تھا کہ ہر ایروگرام پر مطبوعہ قیمت کی پڑتال کرتا اور اطمینان کر لینے کے بعد کاؤنٹر سے الگ ہوتا۔ افسوس کہ مجھ سے یہ نہ ہو سکا اور مجھے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

میں نے خط لکھنا ترک کر دیا اور ذرا سائیکل پر سوار ہو کر ڈاک خانہ پہنچ گیا۔ وہی بابو صاحب اپنی جگہ اب بھی موجود تھے۔ میں نے انہیں اپنی جلد بازی کا قصہ سنایا۔ انہوں نے کچھ سوچ کر آٹھ ایروگرام تبدیل کر دیئے۔ نویں کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ چونکہ آپ نے اس پر پتہ لکھ دیا ہے اس لئے اسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ نہ ہی انہوں نے چار روپے دس پیسے مجھے واپس کئے۔ وہ نوے پیسے والے ایروگرام کے بدلے میں مجھ سے پانچ روپے وصول کر چکے تھے۔ اس طرح مجھے بے موقع حسن ظنی کا جرمانہ چار روپے دس پیسے ادا کرنا پڑا۔

محکمہ ڈاک نے نہ معلوم کس حکمت کے ماتحت نوے پیسے والے ایروگرام پر دوسری مہر لگا کر اسے پانچ روپے کا بنا دیا ہے جس کے نتیجہ میں بڑی آسانی سے غلطی لگ سکتی ہے

محکمہ ڈاک سے میری درخواست ہے کہ وہ پانچ روپے والے ایروگرام الگ سے چھپوا کر فروخت کروائیں۔

امید ہے قارئین کرام بھی ایروگرام خریدتے وقت بے جا حسن ظنی سے کام نہیں لیں گے۔ وقت بدل رہا ہے اخلاقی اقدار نیا روپ دھار چکی ہیں ہمیں بھی ہر معاملہ میں زیادہ ہوشمندی سے کام لینا چاہیئے۔ دھوکا دینے سے بھی اجتناب کریں۔ اور دھوکا کھانے سے بھی۔

"آٹھویں کلاس کے طلباء" متوجہ ہوں

تعلیمی سال کی تبدیلی (جنوری تا دسمبر) کی وجہ سے مڈل سٹینڈرڈ کے طلباء کے لئے امتحانات کی تیاری کے لئے بہت تھوڑا وقت باقی ہے۔ اس بات کے پیش نظر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے شعبہ امور طلبہ کے تحت "فری مڈل کلاس" کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

یہ کلاسز دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی میں ۸ جولائی سے بوقت ۸ بجے صبح ہوا کریں گی۔ طلباء رجسٹریشن کیلئے شام ۶-۳۰ دفتر مقامی سے رجوع کریں

بشیر احمد قمر

مظلوم کی غیبی مدد کا ایک

ناقابل فراموش واقعہ

سنہ ۶۳ء یا ۱۹۶۴ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار گوجرہ سے ربوہ آ رہا تھا۔ راستہ میں ایک دیہاتی نوجوان خاتون دو بچوں کو لیئے ہوئے سر پر ایک گٹھڑی اٹھائے بس پر سوار ہوئی۔ کچھ دور جاکر اس نے یکدم شور مچانا، چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ کہ ہائے میں مر گئی۔ میں لوٹی گئی۔ میں گھر کیسے پہنچوں گی۔ روتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ میں نے کرایہ دے کر اپنا رومال جس میں ۳۵ روپے تھے اپنی جھولی میں رکھا تھا۔ کہ میری بے خیالی میں وہ چوری ہو گیا۔ میں اگلا سفر کیسے جاری رکھوں گی یہی میری پونجی تھی۔ اور قریب بیٹھی ہوئی ایک بوڑھی عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے شک ہے کہ اس مائی نے اٹھائے ہیں۔ بس کے مسافر اس خاتون کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ادھر بوڑھی عورت اور اس کے نوجوان ساتھی نے اس بڑھیا کی بریت میں بولنا شروع کر دیا۔ کہ دیکھو لوگو یہ میری دادی ہے۔ قبر میں اس کی ٹانگیں ہیں۔ یہ اس کی عمر کوئی چوری کرنے والی ہے اس پر بس میں سوار لوگوں نے جو منہ میں آیا اس خاتون کے متعلق کہہ دیا عیار ہے۔ مکار ہے۔ ٹھگ ہے۔ اور نہ جانے کیا کیا۔ لیکن وہ بے بسی سے روئے جا رہی تھی اور اپنی بے گناہی اور مظلومیت کو ثابت نہ کر سکتی تھی کوئی دفاع کی صورت نہ تھی۔ کوئی اس کا حمایتی نہ تھا۔ بس چلتی رہی اور اس مظلوم عورت کی مذمت میں باتیں ہوتی رہیں اور وہ روتی رہی۔ آخر سب خاموش ہو گئے۔ بس سمندری سے گزر کر فیصل آباد (اس وقت کے لائل پور) کے قریب آ گئی۔ لوگ اس واقعہ کو بھول چکے تھے کہ یکدم اس بڑھیا نے شور ڈالنا شروع کر دیا۔ کہ مجھے الٹی آ رہی۔ دل خراب ہو رہا ہے۔ اور کھڑکی کی طرف لپکی۔ سب حیران کہ اتنا سفر طے ہو گیا۔ خراب اور جھٹکوں والی سڑک گزر گئی۔ اسکو الٹی نہ ہوئی۔ دل نہ گھبرایا۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ ساتھ ہی اس نوجوان خاتون نے شور مچانا شروع کر دیا کہ خدا کیلئے بس کو روکو میرا پیسوں والا رومال اس بوڑھی مائی نے باہر پھینک دیا ہے ڈرائیور نے بس روکی وہ نوجوان خاتون دیوانہ وار کوئی فرلانگ ڈیڑھ تک بھاگتی ہوئی دائیں بائیں دیکھتی ہوئی پیچھے گئی۔ لیکن ناکام آئی اور اس کو کچھ نہ ملا۔ واپس آکر اس نے کہا کہ میں نے اس کو رومال باہر پھینکتے ہوئے دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ وہ باہر گرنے کی بجائے اندر گر گیا ہے۔ اور سواریوں سے بڑی لجاجت سے دیکھنے کی التجا کی جب اس نے دیکھا تو اس کو وہ رومال اس کھڑکی کے قریب گرا ہوا مل گیا۔ جس سے اس بڑھیا نے الٹی کرنے کا بہانہ بنا کر رومال باہر پھینکنا چاہا تھا۔ اب اس نوجوان اور مظلوم عورت کی عجیب کیفیت تھی۔ اب وہ خوشی سے رو رہی تھی۔ اس نے وہ رومال سب کو دکھایا۔ پیسے کھول کر گنے اور کہا یہ دیکھیں میرے پیسے ہیں۔ اب کیا تھا سب لوگ اپنے تبصرہ پر شرمندہ اور بدظنی پر پشیمان تھے۔ اور ہر کوئی اس بڑھیا کی مذمت کر رہا تھا۔ اور وہ ایسی چپ کہ جیسے گونگی وبہری ہو اور اس کا پوتا گویا مردہ۔

بقیہ: — ریفلیکسولوجی

سے جسمانی اور ذہنی تناؤ۔ آنکھوں پر بوجھ۔ گردن میں کھنچاوٹ۔ جگر کی خرابی سے صفراء کا خارج نہ ہونا۔ الرجی۔ اعصابی تکالیف۔ حیض کے عوارض۔

عمومی صحت کے لئے پورے پاؤں کو دبایا یا مساج کیا جاتا ہے۔

ڈاک کا لفافہ

احباب مطلع رہیں کہ یکم جولائی سے ڈاک کے لفافے کی قیمت اسی پیسے کی بجائے ایک روپیہ ہو گئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۰۶۶:۔ میں رابعہ بیگم زوجہ رشید احمد سروعہ قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر 48 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر اکراہ آج بتاریخ 15 9/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) طلائی بالیاں وزنی 7-700 گرام مالیتی 2000/- روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند 500 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 100/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ رابعہ بیگم زوجہ رشید احمد سروعہ 6/3 دارالصدر غربی ربوہ گواہ شد نمبر۱ رشید احمد سروعہ وصیت نمبر 25553 خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲ وسیم احمد سروعہ پسر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۰۱۱:۔ میں ذکیہ بیگم زوجہ رانا عبدالمجید صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 51 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 20 2/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی آٹھ تولہ مالیتی 24000/- روپے (۲) حق مہر 1500/- روپے۔ اس وقت مجھے 100/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ذکیہ بیگم زوجہ رانا عبدالمجید صاحب ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱ چوہدری بشیر احمد صراف وصیت نمبر 11065 گواہ شد نمبر۲ رانا عبدالمجید خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۰۱۲:۔ میں آمنہ بیگم زوجہ محمود احمد صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر 65 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سانگاہ P/O پھلوارہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 13 1/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر 500/- روپے وصول شدہ (۲) طلائی ڈنڈیاں وکنٹھہ وزنی 5 تولہ مالیتی 17500/- روپے (۳) زیورات نقرئی 20 تولہ مالیتی 200/- روپے اس وقت مجھے مبلغ 100/- روپے ماہوار بصورت از طرف پسر خود مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ آمنہ بیگم زوجہ محمود احمد۔ گواہ شد نمبر۱ منور محمود کاہلوں وصیت نمبر ۱۹۷۲۵۔ گواہ شد نمبر۲ محمد ایوب ولد محمود احمد صاحب مانگا ضلع سیالکوٹ

مسل نمبر ۲۷۰۱۳:۔ میں محمد انور صاحب ولد چوہدری ضیاء اللہ خان صاحب قوم ہنڈل پیشہ کاشتکاری عمر 54 سال بیعت فروری 1934ء ساکن بہلول پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 24 3/89 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین 14 کنال مالیتی 16000/- روپے (۲) مکان پختہ مالیتی 35000/- روپے اس وقت مجھے مبلغ 3600/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد انور ولد چوہدری ضیاء اللہ خان صاحب بہلول پور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱ بابو سمیع اللہ ولد میاں چراغ دین احمدی قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد عبداللہ باجوہ نائب امیر امارت نارووال ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۲۷۰۱۴:۔ میں عابدہ پروین بنت محمد شریف قوم کمبوہ پیشہ ملازمت عمر 26 سال 4 ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن مسعود آباد ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 20 2/87 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ نقد پانچ ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 1400/- روپے ماہوار بصورت اُستانی مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ عابدہ پروین مکان P-151 شہزاد چوک مسعود آباد فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر۱ مظفر حسین وصیت نمبر 23150۔ گواہ شد نمبر۲ سید محمد یحيٰ وصیت نمبر ۱۶۰۴۲۔

مسل نمبر ۲۷۰۱۵:۔ میں ممتاز بیگم بیوہ چوہدری منور لطف اللہ صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ خانہ داری عمر 60 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قلعہ گوجر سنگھ ضلع لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 24 7/87 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر وصول شدہ مبلغ تین ہزار روپے (۲) پلاٹ محلہ دارالنصر ربوہ برقبہ ایک کنال مالیتی 60,000/- روپے کا 1/8 حصہ کی مالکہ ہیں (۳) طلائی زیورات وزنی 6 تولہ مالیتی 18000/- روپے (۴) سیونگ سرٹیفکیٹ مالیتی 20,000/- روپے اس وقت مجھے مبلغ 300/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ از پسران مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ ممتاز بیگم بیوہ چوہدری منور لطف اللہ ساکن اقبال منزل بڈھن سٹریٹ قلعہ گوجر سنگھ لاہور گواہ شد نمبر۱۔ ڈاکٹر صدیق احمد ولد عمر دین قلعہ گوجر سنگھ لاہور۔ گواہ شد نمبر۲ رشید احمد ولد حاجی محمد عبداللہ میکلوڈ روڈ لاہور۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ "خالد" اور ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" کی

شرح چندہ میں اضافہ

یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے ماہنامہ خالد کی شرح چندہ -/۲۵ روپے اور تشحیذ الاذہان کی شرح چندہ -/۲۰ روپے مقرر ہے۔

ملک میں شدید مہنگائی کی وجہ سے گزشتہ دو تین سال سے ماہنامہ خالد اور ماہنامہ تشحیذ کی شرح چندہ میں اضافہ کی ضرورت ان کے ہر سال زیر بار ہوجانے کی وجہ سے محسوس ہو رہی تھی۔ پھر بھی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کوشش کی کہ اسی چندہ میں خریداران کو رسالہ مہیا کیا جاتا رہے۔

لیکن اب کاغذ کی گرانی۔ ڈاک خرچ میں اضافہ کے ساتھ پریس اور کتابت کے نرخوں اور دیگر متعلقہ اشیاء میں اضافہ کی وجہ سے شرح چندہ میں اضافہ ناگزیر ہوگیا ہے۔ تاکہ یہ رسائل جو پہلے ہی زیر بار ہیں مزید زیر بار نہ ہو جائیں۔

لہٰذا مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے یکم جولائی ۱۹۸۹ء سے ماہنامہ خالد کی سالانہ شرح چندہ -/۳۰ روپے اور ماہوار -/۳ روپے اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان کی سالانہ شرح -/۲۵ روپے اور ماہوار ۲/۵۰ روپے مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

خریداران و ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں اور آئندہ نئی شرح کے مطابق ادائیگی فرما کر حسب معمول ادارہ خالد، تشحیذ الاذہان سے تعاون فرمائیں۔

(مینیجر ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان ربوہ)

جب تم میں سے کوئی نماز کی جماعت کا امام ہو تو اسے تھوڑا پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ جماعت میں ضعیف۔ بیمار اور کام کاج والے بھی ہوں گے اور جب اکیلے پڑھو۔ تو بے شک جتنا جی چاہے پڑھو۔

شفقتل اور برسیم سے ہونیوالا

جانوروں کا اپھارہ

نیز سرکن، گل گھوٹو، منہ کھر، کنار (خونی پیشاب)، زہر باد، تھنوں کی سوزش، کمی دودھ، واہ، ٹک وغیرہ کے کامیاب نسخوں پر مشتمل۔ لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں۔

کیورٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون، سیلز / کلینک / رہائش ڈاکٹر
۷۲۱ / ۶۰۶ / ۶۰۷

بخل اور ایمان دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

سرزمین قادیان کا اولین

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

خبریں

:۔ حج سے تین دن پہلے سوموار کی رات مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے باہر بموں کے دو دھماکے ہوئے جس سے ایک عازم حج جاں بحق اور ۱۶ زخمی ہوگئے۔ دو زخمیوں کی حالت نازک ہے۔ پہلا دھماکہ حرم شریف کے باہر ایک گلی میں مقامی وقت کے مطابق رات دس بجے ہوا جبکہ دوسرا دھماکہ قریبی واقع پل پر ہوا۔ اس وقت مقامی وقت کے مطابق رات کے دس بجے تھے۔ اور لوگ مسجد الحرام میں نماز ادا کرنے کے بعد باہر آرہے تھے۔

گزشتہ دس برسوں میں تیسری بار مکہ مکرمہ میں خون بہایا گیا ہے۔ سعودی حکام نے سیکیورٹی کو تیز کر دیا ہے۔ دریں اثناء ایران نے سعودی حکام کو ان دھماکوں کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ وزیراعظم موسوی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سعودی حکومت مقدس مقامات کی حفاظت میں ناکام رہی ہے انہوں نے ایران کی اس تجویز کا اعادہ کیا کہ مکہ اور مدینہ میں مقدس مقامات کا انتظام تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں مشترکہ طور پر ہونا چاہیئے۔ حج اور اوقاف کی وزارت کے مطابق مکہ معظمہ میں ہونے والے دھماکوں میں کوئی پاکستانی ہلاک نہیں ہوا۔

★۔ پشاور ہائی کورٹ نے جنرل فضل حق کی عبوری ضمانت قبل از گرفتاری منظور کر لی ہے۔

★۔ پنجاب کے صوبائی وزیر بلدیات مسٹر پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ پنجاب کے بلدیاتی ادارے ۱۷ اگست کو ضیاء الحق کی برسی منائیں گے۔ صوبہ کے بلدیاتی اداروں کے سربراہی اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ برسی ضلعی سطحوں پر منائی جائے گی۔

★۔ سندھ کے علاقوں دھابے جی اور گھارو سے نقل مکانی کر کے کراچی آنے والوں کی تعداد ساڑھے تین ہزار ہوگئی ہے ان کو کیمپوں میں رکھا جا رہا ہے۔ آنے والوں نے بتایا ہے کہ تخریب کار غیر سندھیوں کو گولیاں مار رہے ہیں۔ اور انتظامیہ بھی ان کے ساتھ ہے ادھر دھابے جی میں امن قائم کرنے کیلئے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے افراد پر مشتمل کمیٹی بنا دی گئی ہے چنانچہ دونوں پارٹیوں کی کوشش سے مفاہمت کی فضا بحال ہو گئی ہے۔

★ بنگلہ دیش کی پارلیمنٹ کو بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سترہ ماہ میں قریباً سوا لاکھ افراد نے ملک میں خودکشی کی۔ جبکہ چالیس ہزار کے قریب افراد قتل ہوئے۔ کشتیوں کے حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۳۱ ہے۔

★۔ کراچی میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد دس تک پہنچ گئی ہے۔ فوج کی نگرانی میں گھر گھر چھاپے مار کر اسلحہ برآمد کیا جا رہا ہے اور اس ضمن میں بڑے پیمانے پر کارروائی کی جا رہی ہے۔ بلوچ لیڈر اور ان کے دیگر ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان پر فائرنگ کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

حبوب مفید اٹھرا

۲۰ گرام ۔۔۔۔ ۱۵ روپے
۶۰ گرام ۔۔۔۔ ۴۵ روپے

پوسٹ بکس ۶۰
فون ۶۳۴

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نہ کرو۔

بیزینہ اولاد سے محروم
بے اولاد۔ اٹھرا
سوکھا۔ گرمی
گیس کا علاج کرنیوالے

حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

محمود آباد ۳
نزد شبینہ ڈاکخانہ
کراچی ۴۴

ہر ماہ کی ۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک **حکیم عبدالحمید اعوان** مطب میں حاضر ہوتے ہیں